سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (ع۸/ ۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹



نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل ایم۔اے ۱۴۲ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب ایم۔اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینجر

جملہ خط وکتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر صاحب ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے بنام ایڈیٹر ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۲ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء | نمبر ۵۰

غزل

جناب پادری بی گارڈنر صاحب صبر کے قلم سے

سر میں سودا دل میں یادِ زلفِ پیچاں لے چلے
ہم عدم کو ساتھ یہ وحشت کا ساماں لے چلے

ہم نہ تنہا دل میں درد و داغِ ہجراں لے چلے
اور بھی کچھ حسرتیں اس دل میں پنہاں لے چلے

کون کہتا ہے کہ ہم تنہا چلے اس دہر سے
سینکڑوں ہی حسرتیں اور دل میں ارماں لے چلے

رات دن دل میں رخِ بیلے کا رہتا ہے خیال
ہم عدم کو خانۂ دل میں گلستاں لے چلے

مشغلہ ہو شعر کا شائد عدم میں بھی دلا
اس لئے ہم احتیاطاً اپنا دیواں لے چلے

ہے بندھا دل میں تصور دوستوں کا وقتِ مرگ
یہ عدم کو دل کے بہلانے کا ساماں لے چلے

دل میں یادِ زلف ہے صحرا نوردی کی ہوس
لوگ کیوں ہم کو پکڑ کر سوئے زنداں لے چلے

مدفنِ ارمان و حسرت ہے ہمارا سینہ بھی
ہم عدم کو ساتھ اک شہرِ خموشاں لے چلے

حسرتیں سب ہو گئیں پوری مگر اے صبر ہم
وقتِ مردن دید کا اُس گل کے ارماں لے چلے

زمزمہ

از قلم ڈاکٹر لاموایل صادق ایم۔اے

لائقِ حمدِ ناصری ہے یہ مری زباں کہاں
یہ لبِ ناتواں کہاں فخرِ شہنشہاں کہاں؟

از شام تا عرب کہیں از شرق تا غرب کہیں
دل کے قرار کے لئے میں نہ پھرا کہاں کہاں

زیرِ صلیب کلوری۔ راحتِ جاں مجھے ملی
مثلِ مسیح ناصری کوئی ہے مہرباں کہاں

دل کی عناں کو توڑ دے حرص و ہوا کو چھوڑ دے
نامِ مسیح پاک سا ملتا ہے حرزِ جاں کہاں

چاہ و ہوس میں پڑ گیا قعرِ فنا میں گر گیا
پیر نہ خیال تک کیا کہ ہے مرا مکاں کہاں

اسکی نسیم اور ہے اُس کی شمیم اور ہے
چمنِ دہر ہے کہاں یا اُس کا بوستاں کہاں

بلبلِ زار پر کرم کرتا ہے جیسے دمبدم
ورنہ دلِ حزیں کہاں اور فصلِ گلِ جناں کہاں

جانِ نحیف کو خدا دستِ کرم سے دے شفا
حالِ دلِ خراب ہے تجھ سے بھلا نہاں کہاں؟

تجھ سا عزیز غمگسار تجھ سا رفیق و سازگار
تجھ سا خدا ای کردگار مشفق و رازداں کہاں

عشقِ مسیح میں مست گر ہو گئے جہانیاں نہ گر
روئے زمین پر بھلا ہو سلطنت اماں کہاں

عشقِ خدا میں رات دن ہو گی اگر تری لگن
تیرے الم کا جانِ من خدشہ کہاں گماں کہاں

سنتا ہوں نالۂ جرس چلتی نہیں ہے میری بس
ہائے خدا اسواں ہوا میرا وہ کارواں کہاں

وہ خانۂ دل میں بسے۔ اس کا یقین ہو کسے
صادقِ بینوا کہاں۔ وہ شاہِ دو جہاں کہاں

غزل

جناب ایس۔ وکٹر۔ اشک معلم مشن ہائی سکول ڈیرہ دون

مرغِ دل تڑپا تڑپ کر رہ گیا۔
کیا کہیں تو کان میں کیا کہہ گیا

رنج سے ٹھہرا نفس دل پھٹ گیا
ہم نے جانا تھا چلو اب سہہ گیا

پارہ پارہ دل ہوئے ٹوٹے جگر
جس طرف سے میرا رشکِ مہ گیا

دل کو کس کس ڈھنگ سے تھاما کئے
سامنے سے جبکہ میرا شہ گیا

بحرِ الفت میں ہوئی کشتی فنا۔
نہ کوئی تنکا ترا قریبِ تہ گیا

ہجر میں کب اشک آتا ہے قرار
بارہا خوں آنکھ سے بہہ بہہ گیا

بچوں کیلئے مفید و غیر مفید کہانیاں

بچوں کی تعلیم کا سب سے آسان و مفید طریقہ کہانیاں ہیں جن میں انہیں فطرتی طور پر دلچسپی بھی ہوتی ہے۔ دوسرے ان سے (اگر مناسب طریقہ پر کہا جائے تو) بچوں کو ابتدائی تعلیم حاصل کرنے اور کسی مضمون و سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینے میں آسانی ہوتی ہے۔ لیکن نہ تو والدین اور نہ مصنفین اس بات پر کچھ توجہ کرتے ہیں۔ مصنفین تو اس خیال سے کہ بچے کی طبیعت پر پڑھائی ناگوار نہ گذرے اور کہانی کے شوق میں بچہ خوشی خوشی کتاب پڑھتا رہے کہانی لکھ دیتے ہیں۔ لیکن اس کے نتیجہ پر کچھ غور نہیں کرتے وہ یہ خیال ہی نہیں کرتے کہ ان ہوئی کہانیوں سے بچے کے دل و دماغ پر کیا اثر ہوگا۔ کیوں اس لئے کہ کہانیاں سراسر خیالی و موہوم ہستیوں مثلاً جن و پریوں کے متعلق ہوتی ہیں یا الف لیلہ کے طرز پر۔ چاہئے تو یہ تھا کہ حروف شناسی کے ساتھ ساتھ ہی بچے کے تجربہ و معلومات میں بھی ترقی ہو اور اس کا دل بھی بہلا رہے۔ لیکن برخلاف اس کے کہ بچے کو بہلانے کے ساتھ تعلیم بھی دی جائے۔ اُسے ایسی عجیب و انہونی کہانیاں پڑھائی جاتی ہیں جنکو پڑھ کر اس کی رہی عقل بھی پریشان ہو جاتی ہے۔

گذشتہ زمانہ کی کہانیوں کو تو جانے ہی دیجئے۔ موجودہ زمانہ ہی کی کہانیوں کو لیں اور کہانیاں بھی وہی جو خاص بچوں کی تعلیم و تربیت کی غرض سے لکھی گئی اور گورنمنٹ کی منظور شدہ ہیں۔ میری ناچیز رائے میں اُن میں سے بھی بہت ایسی ہیں جو کہ بچے کے لئے مناسب نہیں ہیں۔

مصنفین کو کہانی لکھتے ہوئے ان تینوں باتوں کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے جو کہ کہانی کے اصل مقاصد ہیں۔

اوّل یہ کہ بچے کی طبیعت بہلے اور وہ بخوشی پڑھنا سیکھے۔

دوم یہ کہ بچے کو کہانی سے نصیحت حاصل ہو۔ یا بلفظ دیگر۔ کہانی بچے کے اخلاق کے سنوارنے والی ہو۔

سوم یہ کہ اس کے پڑھنے سے بچے کی معلومات میں اضافہ ہو۔

لیکن موجودہ کہانیوں میں سے بہت یا نصف سے بھی زیادہ ایسی ہیں جو کہ مذکورہ بالا تینوں مقاصد کو نظرانداز کئے ہوئے ہیں۔

مثلاً ایک کہانی آپ بچہ کو سنائیں جس میں کسی خوفناک واقعہ کا ذکر ہو تو بجائے اس کے کہ بچہ بہلے اس کہانی کا اثر اس کے دل پر یہ ہوگا کہ وہ خوفزدہ ہوگا۔ ایسی کہانیوں کا اثر بچے کے بچپن تک ہی محدود نہیں رہیگا بلکہ بچے کی ساری زندگی پر حاوی ہو جائیگا اور نتیجۃً بچہ بزدل ہو جائیگا۔

اب دوسرے مقصد کو لیجئے اگر بچے کو ایسی کہانی جس میں کہ کسی شریر انسان کے واقعات بیان کئے گئے ہیں سنائیں۔ مثلاً فلاں آدمی بڑی بہادری سے لوگوں سے چیزیں چھین لیا کرتا تھا یا ایک لڑکا سب لڑکوں سے زیادہ طاقتور تھا اور سب کو مار لیا کرتا تھا وغیرہ وغیرہ اور نتیجہ پر کوئی مفید نصیحت نہ کریں (جس کا اکثر لحاظ نہیں رکھا جاتا) تو ایسی کہانی کو سُنکر بچہ ایسی باتوں کو کچھ بھی نامناسب و ناجائز حرکت تصور نہیں کریگا۔

تیسرا مقصد۔ اگر بچے کو آپ جن یا پری یا جانوروں کی گفتگو کے قصے سنائیں تو چونکہ یہ بالکل خلاف واقع و علم مشاہدہ باتیں ہیں۔ جو نہ کبھی ہوئیں اور نہ ہوتی ہیں (آئندہ کی نسبت تو اللہ جانے) تو اس سے ایک تو بچے کو جھوٹ بولنے و گپیں مارنے کی ترغیب ہوگی اور اسی سے کہانی کا تیسرا مقصد بھی فوت ہو جائیگا۔ یعنے اُسے علم و واقفیت میں ذرہ بھر بھی اضافہ نہ ہوگا۔

جانوروں کی گفتگو (جو کبھی سُننے میں نہیں آسکتی) جنوں کا خوفناک و مکروہ چہرہ پریوں کا حُسن دلفریب اُن کے عجیب و غریب محل اور معجزہ نما کام کاج۔ یہ سب واقعات بچوں کے معصوم۔ بھولے بھالے دماغ و دل کو بالکل حیرت زدہ و پریشان کر دینگے۔

جانوروں کی گفتگو کر تو پھر بھی بڑے سمجھدار بچے استعاروں میں لیکر کوئی مفید نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ لیکن چھوٹے و سادہ لوح بچے تو جانوروں کا انسان کی مانند بولنا سنکر بالکل حیران ہو جاتے ہیں۔

رہے جن و پری کے قصے یہ واقعات تو بچوں کی عقل کو پریشان اور ان کے دل کو بگاڑ دینے کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہیں۔ میرے خیال میں بچوں کے واسطے ایسے ہی واقعات کی کہانیاں ہونی چاہئیں جو کہ اُن کے مشاہدہ میں بھی آسکیں۔ نہ کہ ایسی موہوم ہستیوں کے واقعات جنکو پڑھکر وہ وہم پرست ہو جائیں اور بیچاروں کے بھولے بھالے دل خیالی پیکروں کی خوبصورتی و دلفریبی کے پیچھے پریشان ہوں۔ والدین کو چاہئے کہ ہمیشہ سوچ سمجھ کر مفید کہانیاں بچوں کو سنائیں۔

آخر میں گورنمنٹ و خصوصاً مصنفین کی توجہ اس امر پر دلانا چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ ایسی کہانیاں منظور کرے۔ اور مصنفین ایسی کہانیاں لکھیں جو بچوں کے اخلاق کو سنوارنے اور ان کے ذہنی قویٰ کو ترقی دینے والی ہوں۔

نجیب النساء لاہور

نورافشاں

مطبوعہ ۱۱ دسمبر ۱۹۲۵ء

لاہور میں این۔ایم۔ایس کا سیل اور کنسرٹ

این۔ایم۔ایس پنجاب سیل جو ۹ دسمبر شام کے ۳ بجے سے فورمن کرسچن کالج لاہور گراؤنڈ میں شروع ہوا گو نام کا سیل تھا۔ پر دراصل وہ این۔ایم۔ایس پنجاب کے کام کی اور اُسکی سرگرم دلچسپیوں کی۔ اس کے نامبرداروں اور سرگرم کارروائیوں کی ایک معقول نمائش تھی۔ جو ہند کے آنے والے مہذب و شستہ مسیحی میلوں کا ایک عمدہ و پاکیزہ چربہ تھی۔ جو مسیحی خدمت و سرگرمیوں کا مرکز بننے والے ہیں۔

یہ سیل این۔ایم۔ایس پنجاب منتظم کمیٹی کی طرف سے ہر سال ہوتا آیا ہے جس کا مدعا و مقصد یہ ہے کہ اس سیل کی تمام آمدنی سے این۔ایم۔ایس کی مدد کی جائے۔ اس میں جو چیزیں فروخت ہوتی آئی ہیں وہ بالکلیہ مسیحی خواتین کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزیں ہی فروخت ہوتی آئی ہیں۔ جو این۔ایم۔ایس کی منتظمہ کمیٹی کو بطور چندہ ملتی رہی ہیں۔ اس سال کے سیل میں کثیر چیزیں تھیں جو سائٹی مذکورہ کی ہمدرد خواتین کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی تھیں۔ بعض چیزیں ایسی بھی سیل میں نظر آئیں جو دکانداروں سے شاید بکری کے منافع کی شرط پر سیل میں رکھی گئی تھیں۔ بہر حال سیل کی منتظم کمیٹی کی یہ کوشش قابل ستائش ہے کہ اُس نے ہر ایک مسیحی خانہ ان کی۔ بچوں کی۔ جوانوں کی ضرورت کی تمام چیزیں سیل میں دکھانے کی کوشش کی۔

سیل کی چیزوں میں صرف مختلف مقاصد کے کپڑے رومال۔ موزے۔ کھلونے وغیرہ ہی نہ تھے بلکہ مٹھائی۔ چار۔ حلوا پوری۔ میوا اور پھل وغیرہ بھی رکھے تھے۔ جنکو حاضرین خرید کر کھا سکتے تھے۔ سیل کی تمام دکانیں مسیحی خواتین کے سپرد تھیں جنکے ہاتھوں میں کھانے کا اور چار کا انتظام تھا۔ ان پر زیادہ مشقت تھی۔ تو بھی ہر ایک کا کام اور انتظام قابلِ تعریف تھا۔

حاضرین سیل میں این۔ایم۔ایس پنجاب کا تمام عملہ مع رائے بہادر مکرجی صاحب سکرٹری آل انڈیا این۔ایم۔ایس فیلڈ موجود تھا۔ این۔ایم۔ایس خن فیلڈ کی دو گیت گانے والی پارٹیاں بھی شاملِ سیل تھیں جو سوسائٹی کے کام کی زندہ گواہ تھیں جو پنجاب فیلڈ میں ہو رہا ہے۔

اس کے سوا لاہور کے جملہ معزز مسیحی اور مشنری اور مشنری لیڈیز حاضرین سیل میں موجود تھے۔ مسٹر ای۔ مایا داس صاحب ایم۔ایل سی۔ مسٹر ٹی بیلٹی شاہ جیلانی تک مع عیال و اطفال وہاں حاضر تھے۔ کل حاضرین کا شمار دو سو کے قریب تھا۔

سیل کھولنے سے پیشتر پادری پیویلس صاحب نے دعا کی۔ رائے بہادر مکرجی صاحب نے این۔ایم۔ایس کے کام اور اس کے اغراض و مقاصد اور اس کے کارگذاروں کی جانفشانیوں کے متعلق مختصر پر نہایت زبردست تقریر کی۔ جنوبی ہند کی مس ملیر صاحبہ کی مسیحی خدمت کا نہایت بہادرانہ کارنامہ بیان فرمایا۔ جس کے ساتھ ہی آپ کے صبر و استقلال کے نتائج کا فرحت افزا بیان فرما کر ارشاد کیا کہ این۔ایم۔ایس کی کل آمدنی کا ۹۰ فیصدی حصہ مسیحی مستورات کی طرف سے مہیا کیا جاتا ہے۔ پنجاب کی خواتین کے کام کی تعریف فرما کر آپ نے زیادہ کی امید ظاہر فرمائی۔ آپ نے حاضرین کو اس بات کی بھی اطلاع دی کہ آج کے دن جنوبی ہند میں الہ آباد میں دہرہ دون میں بھی این۔ایم۔ایس سیل ہو رہے ہیں۔ سیل کی کامیابی اس بات پر موقوف ہے کہ سیل کی تمام چیزیں حاضرین سے خرید لی جائیں۔ اس کے بعد مس بوس صاحبہ نے مذکورہ بالا باتوں پر ہی مختصر تقریر فرما کر حاضرین کے لئے سیل کو کھول دیا۔

دو گھنٹے تک حاضرین خرید و فروخت اور اکل و شرب میں مصروف رہے۔ ۶ بجے شام سے فورمن کرسچن لاہور میں کنسرٹ شروع ہو گیا۔ ایک طرف ہندوستانی گانے بجانے کے کہنہ مشق و اُستاد مسٹر کے۔ ایل ربیارام اور پادری ٹھاکر داس صاحبان حاضر تھے۔ دوسری طرف انگریزی گانے بجانے میں حصہ لینے والے صاحبان اور لیڈی صاحبان انگریزی میوزک کے مشتاق و اُستاد حاضر تھے جنہوں نے ہارمونیم۔ پیانو۔ وائلن اور ستار و طبلہ اور اپنے گیتوں سے حاضرین کو نہایت ہی خوش و مسرور کیا۔

آخر میں ہم مسٹر ڈی نجم الدین صاحب کی اور این۔ایم۔ایس پنجاب کے تمام عملہ کی۔ اُن کے سرگرم کارگذاروں کی خدمات کی تعریف و تحسین کئے بغیر اس نوٹ کو ختم نہیں کر سکتے۔ ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ این۔ایم۔ایس کی موجودہ انتظامیہ باڈی نے سوسائٹی کے کام کو از سر نو پھر زندہ اور تمام مسیحیوں کے لئے دلچسپی کا موجب بنا دکھایا ہے۔ کسی کام کو شروع کر دکھانا ایسا دشوار کام نہیں جیسا کہ بگڑے کام کو بنانا دشوار ہے۔ این۔ایم۔ایس کا پنجابی کام بگڑا ہوا بنایا گیا ہے۔ اس وجہ سے مسٹر ڈی۔ نجم الدین صاحب اور این۔ایم۔ایس کا تمام سٹاف اپنی کامیابیوں کے باعث مبارکبادی کا فرد مستحق ہے۔

بمبئی ۷ دسمبر۔ جرمن وزارت نے فیصلہ کیا تھا کہ عہدنامہ لوکارنو پر دستخط ہو جانے کے بعد وہ مستعفی ہو جائیگی۔ چنانچہ اپنے اُس فیصلہ کے مطابق وزارت بجبر مستعفی ہو گئی ہے۔

عیسائیت و اسلام اچھوتوں کی نجات کا باعث ہیں

ہندوستان میں ہندو قوم نے کروڑہا بنی آدم کو اچھوت بنا کر جو ان کی گت بنا رکھی تھی وہ بیان کی محتاج نہیں۔ زمانہ حکومت میں مسلمانوں نے بھی ان غریبوں کی طرف توجہ نہ کی انگریزی زمانہ میں عیسائی بھی ایک مدت تک اس غریب گروہ کی طرف رجوع نہ ہوتے آخر کار مسیحیوں کی توجہ ان غریبوں کی طرف ہو ہی گئی مسیحیوں کی دیکھا دیکھی مسلمان بھی اچھوتوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کی کوششوں کا صرف یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں اچھوت مسیحیت و اسلام میں شامل ہو گئے۔ بلکہ ہندو قوم کو اچھوتوں کو اچھوت رکھنا امر محال ہو گیا۔ انہیں برائے نام شدھی کو ایجاد کرنا پڑا تاکہ اچھوتوں کو بذریعہ شدھی ہندو قرار دیا جائے اور انہیں عیسائی اور مسلم بننے سے روکا جائے۔ اس پر بمبئی پراونشل ہندو کانفرنس میں مسٹر جیکر صدر استقبالیہ کمیٹی نے تقریر کرتے ہوئے نہایت زور سے شدھی اور سنگٹھن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

جب اسلام اور عیسائیت ہر روز ہندوؤں پر حملے کر رہے ہیں تو ہندوؤں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ خاموش رہینگے غیر منصفانہ ہے۔ شدھی اس وقت جاری رہنی چاہئے جب تک ہر قوم یہ نہ سمجھ لے کہ یہ فضول اور بے سود ہے اور کہ امن کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے۔

(بندے ماترم مطبوعہ ۶ ۱۲/۲۵)

نور افشاں صدق دل سے شدھی کو رواج دینے کے لئے مسٹر جیکر کے خیال کی تائید کرتا ہے۔ عیسائیت کا شدھی سے مقصد بر آئیگا۔ ہندو صاحبان مجبور کئے جائینگے کہ وہ اچھوتوں کو بحیثیت آزاد انسانوں کے حقوق دیدیں۔ ان پر کچھ خرچ کریں انہیں مجلسی مساوات عطا فرمائیں۔ شدھ شدہ اچھوت ہندو بنکر خود اس بات کا تجربہ کر لینگے کہ عملی طور سے ہندو صاحبان مسیحیوں اور مسلمانوں کے مقابل کہاں تک انہیں آزادی اور مساوات دیتے ہیں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کو ہندو شدھی کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ وہ اچھوتوں کو مساوات انسانی دلانا چاہتے ہیں۔ اگر ہندو صاحبان انہیں مساوی حقوق نہیں دینا چاہتے تو عیسائی اور مسلمان انہیں مساوی حقوق دینے کو تیار ہیں۔ اس نیک کام کو نامعلوم ہندو صاحبان کیوں ترچھی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

پنجاب جیل کمیٹی کا دوسرا پروگرام

حسب ذیل ہے:-

۱۰-۱۲-۲۵ کے روز صبح کے ½ ۸ بجے جیل گاڑی سے کمیٹی روانہ ہوگی

۱۰-۱۲-۲۵ ۱۱ بجکر ۴ منٹ پر منٹگمری پہنچیگی۔

۱۱-۱۲-۲۵ کے روز شام کے ۷ بجے ۴۴ منٹ پرسیل ٹرین سے روانہ ہوگی۔

۱۱-۱۲-۲۵ شام کے ۱۰ بجکر ۵ منٹ پر لاہور پہنچیگی

مظفر خاں
ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو۔ پنجاب
۷ دسمبر ۱۹۲۵ء

مقدمہ رنگیلا رسول

مہاشہ راجپال کا مقدمہ رنگیلا رسول کا ۱۰ دسمبر کو مسٹر لیچ۔ ایل فیلپس درجہ اول لاہور کی عدالت میں پیش ہوگا۔ یہ مقدمہ پہلے مسٹر ڈزنی کے پیش ہوتا رہا ہے۔ مگر چونکہ اب وہ تبدیل ہو کر لاہور چھاؤنی چلے گئے ہیں۔ اس لئے اب یہ مسٹر فیلپس کی عدالت میں پیش ہوگا۔

(بندے ماترم)

فرقہ وارانہ نیابت مورچہ جنگ ہے

ترجمان لالہ لاجپت رائے صاحب کی صدارتی تقریر کا جو آپ نے صوبہ بمبئی کی ہندو کانفرنس میں کی خلاصہ مطلب عنوان بالا ہے۔ آپ کی یہ تقریر بندے ماترم ۶ دسمبر میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں آپ نے فرقہ وارانہ نیابت کے اصول کے حامی مسلمانوں کو قرار دیکر ہندوؤں اور عیسائیوں اور پارسیوں کو اس اصول کے مخالفوں میں شمار کیا ہے۔ اور ہندوؤں کو پرزور ترغیب دی ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو اکٹھے رہیں۔ تاکہ پولیٹیکل میدان میں فرقہ وارانہ نیابت کے مرض کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں"

لالہ صاحب اس بات کو جانتے ہوئے کہ مسلمان بھائیوں نے اپنے مفاد کی بہتر صورت فرقہ وارانہ نیابت کے اصول میں دیکھیں جو گورنمنٹ کی پالیسی کے موافق ہے۔ اور اسے اپنا طرز عمل بنا لیا ہے اور اس بات کو بھی جانتے ہوئے کہ ہندو صاحبان بھی اسی اصول پر ایک حد تک کاربند ہیں پھر اپنے مسلم و ہندو بھائیوں کے طرز عمل کے خلاف جو فرقہ وارانہ اصول کے حامی ہیں اختلاف کرنا ہرگز مفید نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اس میں کامیابی کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی ہے

(۱) تو فرقہ وارانہ اصول گورنمنٹ کا مسلمہ اصول ہے۔

(۲) مسلم بھائی جو قابل عزت قلیل گروہ ہے اس کے حامی ہیں۔

(۳) ہندو قوم اگرچہ کثیر گروہ ہے تو بھی عیسائیوں سے جو اپنے مذہبی عقائد و رسوم کی وجہ سے ہندوؤں سے مختلف ہیں ہندوؤں میں نفرت و حقارت سے دیکھے جاتے ہیں۔ ہندو ان کی مذہبی ترقی کا سدباب کرنے کے درپے ہیں۔ وہ ہندو صاحبان پر کسی طور سے اعتماد نہیں کر سکتے ہیں۔

(۴) عیسائیوں کے لئے مذہبی طور سے گورنمنٹ اور

مسلمان زیادہ قریب ہیں وہ ایک نہایت چھوٹی پر ترقی کرنے والی گروہ ہے۔ ایسے حال میں کیونکر ممکن ہے کہ عیسائی گورنمنٹ اور مسلم بھائیوں کے خلاف طرز عمل اختیار کریں اور واجب العزت ہندو قوم کے ساتھ مکر فرقہ وارانہ نیابت کے اصول کے خلاف کوشش میں حصہ لیں۔

(د) اصل بات تو اس قدر ہے کہ ہند کی بہبود و فلاح کی گتھی ہندو قوم کے ہی سلجھانے کی ہے۔ اگر ہندو صاحبان ذات پات چھوت چھات کا خیال چھوڑ کر ہندو دھرم کے قیود کو اس قدر وسیع کر دیں کہ ہند کا ہر ایک کیسا ہی اپنے عقائد مذہبی کو تا ہوا اعلےٰ سے اعلےٰ ہندو کا مساوی تسلیم کر لیا جائے۔ اس کی ذات پات وہی تسلیم کر لی جائے جو کسی اعلےٰ ذات کے ہندو کی ذات تسلیم کی جاتی ہے۔ اور کسی ہندوستانی سے چھوت چھات نہ کی جائے نہ کسی ہندوستانی کو اس کے مذہبی عقائد کی بنا پر حقارت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو اس سے اہل ہند کی تمام مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ مگر قابل عزت ہندو قوم ان باتوں کی طرف مائل ہی نہیں۔ پھر بھلا ہند کی مشکلات کیسے حل ہو سکتی ہیں؟

ضرورت ہے

یو۔ پی سرکل کے واسطے چند ہوشیار تعلیم یافتہ انگریزی دان اور دیانتدار اشخاص کی ضرورت ہے۔ ذیل کے کاموں کے واسطے ڈسٹرکٹ مینیجر صاحبان۔ سپروائزرس۔ سکریٹریس مینیجرس صاحبان کی تنخواہ ۵۰ ماہوار۔ سپروائزرس کی ۳۰ سکریٹریس ۲۵ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہر کارہ پروانہ کو بذریعہ قسطوں کے حصہ کمپنی سے خریدنا ہوگا۔ جن صاحبان کو اس کمپنی میں کام کرنا منظور ہے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کیجئے گا۔

مسٹر آر۔ ڈے۔ سپرنٹنڈنٹ دی ٹریڈ یونین لون کمپنی لمیٹڈ

(یو۔ پی سرکل) کلکٹر گنج ڈاکخانہ ہاپڑ۔

ضلع میرٹھ

پنجاب کونسل کا ایک فیصلہ

چودھری افضل حق۔ (الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ مشنری سوسائٹیوں کی تحریک پر گورنمنٹ نے عیسائیت اختیار کرنے والے اشخاص کو نو آبادی لائلپور میں کئی مربعجات اراضی عطا کئے ہیں۔

(ب) اگر ایسا ہی ہے تو کیا گورنمنٹ براہ کرم بیان کریگی کہ آیا وہ اس طرح دوسرے مذاہب اختیار کرنے والے اشخاص کو نو آبادیات میں اراضی دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟

سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ (الف) نو آبادی لائلپور میں بعض عیسائی انجمنوں کو پسماندہ جماعتوں کے مفاد کی خاطر اسی طریق اور خیال سے عطیات اراضی کئے گئے ہیں جس طرح سے کہ آریہ سماج اور سکھ اُدھار سبھا کو عطیات دیئے گئے تھے۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ اس کام میں امداد دی جائے۔ جو مختلف تبلیغی انجمنیں (جو ہر دو عیسائی و غیر عیسائی انجمنوں پر مشتمل ہیں) کر رہی ہیں۔ یعنی جو اچھوت جاتیوں کی حالت کو سدھارنے اور بہتر بنانے کا کام کر رہی ہیں۔

(ب) یہ تجویز کیا گیا ہے کہ آئندہ اس قسم کے عطیات لوگوں کو اس بنا پر نہ دیئے جائیں کہ وہ پسماندہ جماعتوں کے افراد ہیں۔ کیونکہ پنجاب میں پسماندہ جماعتوں کی صحیح تعریف کا ملنا محال ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ بحیثیت مزارعین ان کے لئے کافی گنجایش ہے اور کہ اس صورت میں ان کے لئے کوئی اور سد راہ نہیں ہے۔

خان بہادر چودھری شہاب الدین چونکہ پنجاب کونسل کے صدر چنے گئے ہیں۔ لہٰذا آپ نے لاہور میونسپلٹی کی صدارت سے استعفےٰ دیدیا ہے۔

قابل توجہ ممبران تمغہ کمیٹی نور افشاں

نور افشاں کی تمغہ کمیٹی پر روشن ہو کہ ممبران کمیٹی نے ان صاحبان کے مضامین کی جانچ پڑتال کرنا ہے۔ جنکے مضامین سال رواں کے نور افشاں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں ممبران کمیٹی کے مضامین شامل نہ کئے جائیں۔ کیونکہ چودھری صاحب کے مقصد میں ممبران کمیٹی ہرگز داخل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ نامہ نگار تمغہ کے مستحق ہیں جنہوں نے حصول تمغہ کے لئے مضمون نگاری کی مشق کی ہے۔ ایسے صاحبان کے مضامین پڑھکر فیصلہ کیا جائے۔ کہ ۱۹۲۵ء میں کون سے مضمون نگار کو تمغہ کا مستحق خیال کیا جائے؟

مرحوم مولانا نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی کی جگہ ممبران کمیٹی جس صاحب کا نام پیش کرنا مناسب خیال فرمائیں اُن کا نام جلد فندوی کے پاس روانہ کیا جائے تاکہ وہ بھی ممبر کمیٹی ہو کر مستحق تمغہ کی نسبت اپنی رائے دے سکے۔ امید ہے کہ ممبران کمیٹی اپنا فیصلہ جلد ارسال فرمائینگے۔

دہلی ۵ دسمبر۔ دہلی میں کرنسی کمیشن کا کام مسٹر گبیان جینیہ کی شہادت کے ساتھ ختم ہو گیا۔ کمیشن آج رات ۹½ بجے بارستہ جی۔ آئی۔ پی ریلوے بمبئی کو روانہ ہو رہا ہے۔ ممبران راستہ میں سانچی ٹھہرینگے۔ کمیشن ۷ دسمبر کو بمبئی پہنچیگا اور فوراً شہادت قلمبند کرنا شروع کر دیگا۔

(ہندے ماترم)

رنگون ۴ دسمبر۔ نئے وزراء آنریبل ڈاکٹر بی۔ اے ین اور آنریبل مسٹر ایل۔ این ایچ نے آج سے اپنا اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ (م)

ملازمت کے متلاشیوں کو اطلاع

۲۳ ستمبر ۱۹۲۳ء کے پرتاب میں "بے روزگاروں کو مژدہ" کے عنوان سے مفصلہ ذیل اشتہار مینیجر تاج اینڈ کو امپورٹ۔ ایکسپورٹ اینڈ کمیشن ایجنٹس بٹالہ کی طرف سے شائع ہوا تھا۔

"ہم کو افریقہ۔ ہندوستان و دیگر ممالک کے لئے لائق تجربہ کار اور محنتی کلرکوں سٹاکیپٹوں۔ اکاؤنٹنٹوں خزانچیوں۔ ہیڈ ایجنٹوں۔ اورسیروں۔ ہیڈ ڈرافٹسمینوں سکول ماسٹروں وغیرہ وغیرہ کی ضرورت ہے۔ ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر پتہ ذیل سے قواعد ملازمت طلب کریں"۔

اس اشتہار کے متعلق بٹالہ سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ تاج اینڈ کو بٹالہ صرف ایک شخص مسمی الہ بخش ولد عزیز دین درزی اور اس کے بھائی پر مشتمل ہے۔ الہ بخش کی عمر ۲۰ سال ہے۔ انٹرنس پاس اور ہیومیوپیتھک کالج لاہور میں ۲ سال تک تعلیم پا چکا ہے ۱۹۲۳ء میں اس نے "تاج اینڈ کو" کے نام سے بٹالہ میں ادویات کی دوکان کھولی اور کمیشن پر معمولی دوائیاں فروخت کرتا ہے۔ اور اس کا بہت معمولی سا کاروبار ہے۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے۔ وہ کسی قسم کا امپورٹ یا ایکسپورٹ ایجنسی کا کام نہیں کرتا اور نہ ہی اس کے پاس دوائیوں کے سوا کوئی اور چیز ہے۔

(دستخط) مظفر خاں

ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات۔ پنجاب لاہور

رنگون ۲ دسمبر۔ مسٹر آدم جی داؤد صدر برہما انڈین چیمبر آف کامرس اور مسٹر نارائن راؤ جو پچھلی کونسل کے ممبر تھے نئی کونسل میں ہندوستانی تجارت اور مزدور جماعت کے علی الترتیب نمائندے نامزد کئے گئے ہیں

(بندے ماترم)

تصحیف التحریف

ہمارے مسلم بزرگوں اور مسلم بھائیوں نے مسیحیوں کے مقابل بائبل مقدس کی نسبت جو روش اختیار کر رکھی ہے وہ ایسی ضعیف و کمزور اور معقولات اسلام کے خلاف واقع ہوئی ہے کہ کسی مسیحی کے مقابل نہ تو برادران اسلام اسے اجتک تقویت پہنچا سکے اور نہ تا قیامت تقویت پہنچا سکینگے۔ ملانوی علم و معلومات کے قدردان اپنی لاعلمی و تعصب سے ہی بائبل کی تحریف کے دعویداروں کا خیر مقدم کرتے رہیں تو یہ دوسری بات ہے۔ پر کوئی خواندہ اور اسلامی لٹریچر کا ماہر ایسے اصحاب کے فضول دعوؤں کو نہ تو آجتک کسی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھ سکا ہے۔ اور نہ دیکھیگا۔

برادران اسلام کے اس پرکفر دعوی کی تردید میں مسیحی علماء درجنوں رسالے شائع کر چکے ہیں۔ جن میں نہ صرف قرآن و اسلام سے بائبل کا تحریف ہونا محال ظاہر کر چکے ہیں بلکہ ثابت کر چکے ہیں کہ از روئے قرآن و اسلام بائبل مقدس صحیح اور قابل عمل ہے۔ مگر ہم ملانوی ہٹ کی بھی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ گو ان بزرگوں سے آجتک ان تحریرات کا جواب نہیں بنا اور نہ بن آیگا پر اخباروں میں اور زبانی مزدود بائبل کے خلاف کفر گوئی کرتے رہے اور کرتے رہینگے خصوصاً احمدی اخبارات نے تو بائبل کی تحریف و تکفیر کا ٹھیکہ ہی لے رکھا ہے مگر احمدیوں کے اماموں اور پیروں مریدوں کی بھی مرحوم مسٹر اکبر مسیح کی تازہ یادگار تصحیف التحریف نے نیند حرام کر ڈالی۔

تصحیف التحریف ہمارے قابل فخر پادری سلطان محمد خاں صاحب افغان کی تازہ تصنیف ہے۔ جنہوں نے اپنے خطبات سے پنجاب و ہندوستان میں کافی شہرت و کامیابی حاصل کر لی ہے تو آپ کی تعریف و ثنا کرنے کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ آپ جو کچھ ہیں پنجابیوں اور ہندوستانیوں پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ خصوصاً احمدی اصحاب تو آپ کو خوب جان چکے ہیں۔

جناب والاشان نے یہ رسالہ تصنیف کر کے مسلم پبلک پر کمال احسان فرمایا ہے۔ عبارت نہایت آسان اور عام فہم ہے۔ جملہ اسناد قرآنی و حدیثی ہیں۔ ضخامت ۷۸ صفحہ کی ہے۔ کاغذ و لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ ہے۔ لاجواب رسالہ ہے قیمت صرف ۵ر اور ضمیمہ جو کہ کتاب سے الگ چھاپا گیا ہے ۹ پائی ہے۔ مسٹر ایم۔ کے خان۔ مہاں سنگھ باغ لاہور سے طلب فرمائیں۔

نوٹ بھنانے کا صندوق

عموماً نوٹوں کے بھنوانے میں بڑی تکلیف ہوا کرتی ہے۔ اس تکلیف کو رفع کرنے کے واسطے یورپ کے اکثر شہروں میں خاص مواقعہ پر اس قسم کے صندوق رکھے گئے ہیں کہ جب ان کے سوراخ میں کوئی نوٹ ڈالدیا جائے تو وہ جس قدر مالیت کا ہوگا اتنی نقدی فوراً برآمد ہوگی۔ لطف یہ کہ نوٹ نظر سے اوجھل بھی نہیں ہوتا تاکہ نوٹ کا مالک یہ نہ کہہ سکے کہ اس کا نوٹ زیادہ قیمت کا تھا۔

(اصلاح)

بمبئی ۵ دسمبر۔ کارخانہ جات پارچہ بافی کے مزدوروں کی تعداد میں نمایاں ترقی ہوئی۔ آج ان مزدوروں کی جو کام پر واپس آگئے ہیں تعداد ۲۵ ہزار تھی ۴۲ کارخانوں نے کام شروع کر دیا ہے۔

(بندے ماترم)

گوجرانوالہ کے تبلیغی جلسے

گذشتہ سے پیوستہ

دوسرے دن یعنی ۲۶ نومبر کو پادری سلطان محمد صاحب نے حسب ذیل تقریر کی اور قدامتِ مادہ کے عقیدہ کی بطالت اس واضح طور پر ثابت کردی کہ سبحان اللہ۔ خانصاحب نے اس سنگلاخ مضمون کو پانی کی طرح بہادیا اور یوں بہادیا کہ ہر طرح کے شکوک وشبہات کو بھی ساتھ ہی بہائے گیا ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

آپ نے فرمایا کہ اگر مخلوقات کا تجزیہ کریں تو ہمیں دو حصے معلوم ہونگے۔ مادیات اور روحانیات۔ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ کیا مادی دنیا اور کیا عالم روحانیت یہ سب اس خداوند عالم کے خلق کردہ ہیں اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ لیکن اس کے خلاف ایک گروہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا کسی حقیر سے حقیر شے کا بھی خالق نہیں۔ اس کون ومکاں میں ایک ذرہ نہیں جو اس کا پیدا کردہ ہو گویا وہ ایک عضوِ معطل ہے اور اس کی خدائی اور خالقیت لے دیکے بس اسی میں رہ گئی ہے کہ وہ بے جان مادہ سے جو اس کی طرح قدیم ہے ازلی ہے غیر مخلوق ہے صورتگری کیا کرے۔ ہماری دانست میں تو مادہ کچھ ہے ہی نہیں اور مادہ پرستوں سے ہمیشہ ہمارا یہی سوال ہے کہ بابا ہمیں سمجھا تو دو کہ مادہ ہے کیا چیز۔ اور یقین جانئے کہ بڑے بڑے سائنسدانوں نے نہیں سمجھا کہ مادہ کس بلا کا نام ہے اور نہ وہ اس کی کوئی جامع اور مانع تعریف کر سکے ہیں۔

اب جس صورت میں مادہ کا وجود ہی ثابت نہیں اس کی قدامت پر بحث کرنا عبث ہے۔ مثال کے طور پر دیکھئے میرے سامنے ایک کتاب پڑی ہے۔ یہ ایک مادی شے ہے۔ مگر کیا یہ مادہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسے چھوئیں تو سختی معلوم ہوتی ہے۔ کھولیں تو چپک معلوم ہوتی ہے۔ حروف و نقوش نظر آتے ہیں۔ اس پر ہاتھ ماریں تو آواز سنائی دیتی ہے۔ کسی خوردنی شے کو لیجئے۔ چکھنے سے ذائقہ کا پتہ لگیگا۔ چھونے سے نرمی سختی کا علم ہوگا۔ آنکھیں اس کا رنگ دیکھینگی۔ سونگھنے سے خوشبو معلوم ہوگی۔ غرض اِن پانچ چیزوں کے سوا جنکا تعلق حواسِ خمسہ سے ہے اور چھٹی چیز ثابت نہیں۔ وہ چیز خود مادہ نہیں۔ رنگت۔ خوشبو۔ ذائقہ آواز اور نرمی سختی۔ ان میں سے بھی کوئی نہیں جس پر مادہ کا اطلاق ہو سکے۔ یہ تو عوارضات ہیں جنکا مستقل وجود نہیں اور ان عوارضات کو کون قدیم کہہ سکتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مادہ کی حقیقت کو آج تک کوئی نہیں سمجھا۔ اور نہ ہی کوئی اس کی کوئی تعریف کر سکتا ہے بعض کہتے ہیں کہ مادہ وہ ہے جس کا وزن ہو۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ وزن بھی کوئی چیز ہے۔ وزن ایک امرِ اضافی ہے۔ زمین کی قوتِ کشش کا نام وزن ہے۔ کسی چیز کو خطِ استوا پر تولو اور پھر قطبین میں لیجا کر اس کا وزن کرو تو اس کا وزن بڑھ جائیگا۔ کیونکہ وہاں زمین کی قوتِ کشش کا زور زیادہ ہے۔ ایک چیز کو اس زمین پر تولئے اور پھر اگر ممکن ہو تو وہی چیز ماکولات میں تول جائے اور آفتاب میں اس کا وزن کیا جائے تو کئی ہزار گنا وزن بڑھ جائیگا پھر وزن کیا چیز ہوئی۔ اور جب وزن کچھ نہیں تو مادہ کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ بھلا مادہ کو کسی نے دیکھا بھی ہے عوارضات ہی دیکھے جاتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مادہ وہ ہے جو جگہ گھیرے۔ لیکن دیکھو کہ روشنی مادی نہیں ہے مگر جگہ گھیرے ہوئے ہے پھر یہ بھی تعریف مہمل ٹھہری۔ حقیقت یہ ہے کہ مادہ کوئی شے نہیں ہے۔ یہ مجموعہ عوارضات ہے اور عوارضات کیا ہیں ان سب کا دارومدار ہمارے حواس پر ہے۔ پھر جب وہ قائم بالذات نہیں۔ بلکہ قائم بالغیر ہیں تو قدیم کیونکر ہو سکتے ہیں اور جب یہ عوارضات قدیم نہیں تو مادہ کی قدامت چھوڑ وجود بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اب ذرا دیر کے لئے فرض کرو کہ مادہ ایک چیز ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مادہ کچھ شکل وہیئت رکھتا ہے۔ ہر چیز کی صورت ہوتی ہے۔ مادہ کی بھی صورت ہوگی پھر مادہ صورت اور ذات سے مرکب ٹھہرا اور مرکب حادث ہوتا ہے۔ لہٰذا مادہ بھی حادث ہوا۔ پھر علاوہ ازیں جب مادہ کا مدار اسی صورت پر ہے تو یہ غیر کا محتاج ہوا جس کا مدار دوسرے پر ہوا ور جو غیر کا محتاج ہو وہ کیونکر قدیم ہو سکتا ہے۔ دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ اول یہ کہ مادہ بغیر صورت کے ہو۔ لیکن یہ محال ہے۔ پھر اگر یہ صورت رکھتا ہو تو مرکب ہوگا محتاجِ غیر ہوگا اور لازماً حادث بھی ہوگا۔

پھر میں پوچھتا ہوں کہ مادہ قسمت پذیر ہے یا نہیں۔ کیا اس کے اجزا ہو سکتے ہیں۔ آپ لطیف ترین سالمات کو جو حالتِ غیر محسوسیت میں ہوں ایک جگہ رکھ دیجئے اور ایک اور ویسا ہی ذرہ ان کے درمیان رکھ دیکھئے۔ اب یہ ذرہ درمیانی جب دو اور ذرات کے درمیان ہے جس کے دونوں کناروں کو وہ ذرات چھو رہے ہیں۔ پھر تقسیم ہو سکتا ہے۔ فرض کر لیجئے کہ ایک خط ہے اور یہ اکیس ذرات سے بنا ہوا ہے۔ آپ اس خط کو دو حصوں میں تقسیم کر لیجئے۔ اب اگر تقسیم ممکن ہے تو ساڑھے دس ذرات تو ایک طرف ہونگے اور ساڑھے دس دوسری طرف پس وہ انتہائی ذرہ بھی جسے ناقابلِ تقسیم سمجھا جاتا ہے تقسیم ہو گیا۔ اور جو شے تقسیم ہو جائے وہ حادث ہوا کرتی ہے۔ اس لئے مادہ بھی حادث ہے۔

پس سچی اور صحیح بات یہی ہے کہ ذات واجب تعالیٰ ہی قدیم ہے اور باقی سب حادث۔ سب چیزیں اُسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ ۔ سوزبور میں لکھا ہے کہ خدا نے کہا ہو اور ہوگیا لیکن آریہ دوست کہتے ہیں کہ خدا مادہ کو پیدا ہی نہیں کر سکتا حالانکہ سوامی دیانند صاحب نے رگوید آدی بھاش بھومکا کے صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ اس پُرش نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانے کے لئے پانی سے رس کو لیکر مٹی کو بنایا۔ اسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ اور ہوا کو

آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی **قدرت سے پیدا کیا**" اب دیکھئے کہ دہی صاحب جو مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ آپ ہی کہہ رہے ہیں کہ اسے خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ اور ہر صاحب فراست کو بالآخر یہی کہنا پڑتا ہے جو سوامی دیانند جی مہاراج نے فرمایا۔

کیونکہ

اگر مادہ کو قدیم مانا جائے تو کوئی خدا کو ثابت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مادہ میں ہر چیز موجود ہے۔ قوتِ جاذب۔ التصاق۔ افتراق۔ تجزیہ۔ جب یہ سبھی کچھ مادہ میں موجود ہے تو پھر خالق کی کیا ضرورت ہے اور خدا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خدا کی مثال ایک کمہار اور نجار کی سی ہے جو مٹی یا لکڑی اور اوزار کے بغیر کچھ نہیں بنا سکتے۔ لیکن انہیں سمجھنا چاہئے کہ خدا انسانوں کی طرح آلات کا محتاج نہیں۔ وہ قادرِ مطلق ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر خدا قادرِ مطلق ہے تو اپنی طرح ایک اور خدا بنائے۔ اور نہیں جانتے کہ خدا اگر دوسرا خدا بنائے تو کیا بنا ہوا خدا خدا ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اپنی صفاتِ کمالیہ کے خلاف کچھ نہیں کرتا۔ اب جب خدا کی طاقت لامحدود ہے تو کیا وہ مادہ کو خلق کر سکتا ہے یا نہیں۔ انہوں نے اُس کی طاقت کو بھی محدود کر دیا۔ اُس میں نقص ہوا اور وہ خدا نہ رہا پھر آریہ بھائیوں سے ہمارا ایک اور سوال بھی ہے

اگر ہم مادہ اور روح کو قدیم ہی مان لیں جب سے خدا ہے روح اور مادہ بھی تبھی سے ہے۔ پھر ایک مالک اور خدا بن بیٹھا۔ ایک بالکل بے جان چیز ہو گئی۔ اور ایک ان دونوں کے بین بین۔ یہ تفرقہ کس طرح پڑ گیا۔ اس تفرقہ کے لئے کہ ایک مالک اور دوسرے مملوک ہوں وقت درکار ہے اور جب تک تقدم زمانی نہ ہو یہ تفرقہ ممکن ہی نہیں پھر جب یہ تینوں چیزیں بالذات قدیم ہیں تو خدا کو کیا حق کہ مادہ پر قبضہ کرے۔ دو ہی طرح سے قبضہ ہو سکتا ہے۔ ایک تو موروثی اور دوسرے بالجبر۔ اب مادہ اور روح پر خدا کا کس قسم کا قبضہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ موروثی ہے کہ خدا کے باپ دادے مرتے چلے آئے اور یہ وراثت منتقل ہوتی چلی گئی۔ تا آنکہ اللہ میاں اس پر متصرف ہو گئے اگر یہ نہیں تو پھر کیا خدا نے زبردستی سے اس پر قبضہ جما لیا گویا حق تو تھا نہیں۔ لیکن غاصبانہ طریق پر اُنہیں دبا بیٹھے اب اس پر ایک اور پہلو سے غور کیجئے کہ اگر مادہ قدیم ہیں تو خدا کا علم بھی جاتا رہتا ہے۔ علم کے لئے بھی زمانہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ امر اکتسابی ہے۔ ایک خوبصورت گھڑی میرے سامنے ہو تو اس کے پرزوں۔ اُس کے کیل کانٹوں۔ اُس کی رفتار۔ وغیرہ کو میں کیونکر سمجھ سکتا ہوں۔ میں کیسے جان سکتا ہوں کہ اس کے چلانے کے لئے مجھے ہر چوبیس گھنٹے کے بعد چابی دینا ہوگا۔ لازم ہے کہ یا تو مجھے کوئی سمجھا دے یا کوئی تحریری ہدایت نامہ اُس کے ہمراہ ہو۔ اب خیال فرمائیے کہ خدا مادہ پر متصرف تو ہو گیا۔ اب اس کے خواص کو جاننے کے لئے یا تو اُس کے پاس تحریری ہدایت نامہ چاہئے تھا یا کوئی اور بڑا خدا جس نے مادہ کو خلق کیا ہوتا اور وہ اس کی کیفیت کو جانتا۔ اللہ میاں کو سمجھا دیتا کہ مادہ کی ماہیت اور خواص کیا ہیں۔ خدا کو براہِ راست خود تو علم ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ اُس کا خالق نہیں۔ بتانے والا بھی کوئی دوسرا نہیں۔ ہدایت نامہ بھی ندارد۔ خود تجربات اور تحقیقات کر کے دریافت کرنے کے لئے وقت درکار ہے۔ غرض مادہ کو قدیم مان کر خدا کے علم سے انکار کرنا پڑتا ہے۔ اور علم پر کیا موقوف ہے۔ بتدریج ساری صفات سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اور بالآخر اُس کی خدائی کا انکار لازم آتا ہے۔

سب سے بڑا سوال آریوں کی طرف سے یہ کیا جاتا ہے کہ جب کوئی چیز ہی نہ تھی۔ تو خدا نے کیونکر کچھ بنا دیا۔ نیست سے ہست کرنا سرا سر ناممکن ہے۔ کمہار بغیر مٹی کے کچھ بنا ہی نہیں سکتا۔ اس میں غلطی یہ ہے کہ ہم اپنے تولے پر خدا کے تولے کا اندازہ کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ ہم تو صرف علتِ مادی کے محتاج ہیں۔ بلکہ آلات کے بھی محتاج ہیں۔ کمہار کے لئے مٹی بھی درکار ہے۔ اور وہ آلات بھی درکار ہیں جن سے وہ مٹی کی کوئی چیز بنائے۔ جب ہم بولتے ہیں تو آواز پیدا ہوتی ہے اور آواز کیا ہے ہوا کا تموج ہے۔ سماعت کرنے کے لئے ایک تو بیرونی دنیا میں ہوا چاہئے اور دوسرے بولنے والے کا منہ چاہئے۔ تالو چاہئے۔ ہونٹ چاہئیں اور اُن کی خاص قسم کی بناوٹ چاہئے۔ لیکن خدا اگر بغیر مٹی کے بناتا ہے تو وہ بغیر آلات کے بھی بناتا ہے اُس کے ہاتھ نہیں لیکن وہ سب کچھ کرتا ہے۔ اس کا منہ نہیں لیکن وہ کلام کرتا ہے۔ اب جب آریہ دوست خدا کا بغیر منہ کے باتیں کرنا اور بغیر ہاتھ کے کام کرنا تسلیم کرتے ہیں تو کیا وہ بغیر مادہ کے خلق نہیں کر سکتا۔ اس میں کونسا عقلی محال وارد ہوتا ہے۔ بلکہ یہ تو بے سمجھی کی باتیں ہیں۔ خدا کا جب منہ نہیں تو آریہ بتلائیں کہ وہ کس طرح بول سکتا ہے اُس کے کان نہیں تو وہ کیونکر سُن سکتا ہے اور خدا انسانوں کی اسباب کا مقید ہے تو وید بھگوان بھی اُڑ گیا۔ کیونکہ یہ گونگے خدا کا کلام کیونکر ہو سکتا ہے۔ عبادت اور پرارتھنا بھی بیکار ہو گئی۔ کیونکہ پرماتما تو کان نہیں رکھتا وہ سُن کیونکر سکتا ہے۔ دوستو خدا کی طاقتوں کا اپنی طاقتوں پر اندازہ نہ کرو۔ جس طرح وہ بغیر ہاتھ کے کام کر سکتا ہے اور آپ سب مانتے ہیں تو وہ بغیر مادہ کے خلق بھی کر سکتا ہے اور آریوں کا خیال بالکل باطل نکلا۔ لیکن میں قربان جاؤں اس پاک کتاب کے کہ جس نے شروع ہی میں بتایا کہ خدا نے کہا ہو اور یہ کون و مکان سب ظہور میں آگیا۔ وہی خدا الحمید وستایش کے قابل ہے۔

اس تقریر پر پنڈت بہاری لعل صاحب نے جو بے سروپا اعتراضات کئے وہ یہ ہیں۔

(۱) آپ کہتے ہیں کہ خدا نے نیست سے ہست کر دیا یہ کیسے ممکن ہے۔ گھوڑے سے گھوڑے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ گائے سے گائے اور انسان سے

انسان۔ گھوڑے سے گائے نہیں پیدا ہوتی۔ پھر نیستی سے ہستی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔ پھر جب آپ کا اعتقاد ہے کہ خدا نے یسوع کو پیدا کیا تو بتلایئے کہ نیستی سے ہستی ہوئی یا ہستی سے ہستی۔

(۲) بائبل میں لکھا ہے کہ خدا نے پہلے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور اس کے بعد حضرت انسان کو بنایا یہ کیسی ہنسی کی بات ہے

(۳) زمین سورج سے بھی پہلے بنائی گئی۔ بتاؤ وہ کہاں لٹکتی رہی۔ بغیر سورج کے وہ کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔

پادری صاحب نے جواب میں یہ تقریر کی

جناب پنڈت صاحب آپ نے فرمایا کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی اور مثال اس کی یہ دی کہ گھوڑے سے گائے پیدا نہیں ہو سکتی۔ گویا آپ کی دانست میں گھوڑا نیستی ہے اور گائے ہستی۔ واہ واہ۔ کیا کہنا۔ میں اپنی تقریر میں بتا چکا ہوں کہ کس طرح خدا نیستی سے ہستی پیدا کرنے پر قادر ہے۔

(۴) آپ نے کہا ہے کہ بائبل میں ایک ہنسی کی بات لکھی ہوئی ہے کہ خدا نے پہلے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس کے بعد انسانوں کو بنایا۔ حضرت ہنسی کی بات تو آپ نے کی۔ اگر خدا زمین بعد میں بناتا تو انسان کہاں لٹکتے رہتے۔ ہوا میں معلق رہا کرتے۔ بائبل کی ہنسی اڑاتے اڑاتے آپ نے اپنی ہنسی اڑائی۔ پھر آپ نے سوال کیا ہے کہ جب آفتاب کے پہلے زمین خلق ہوئی تو وہ کیسے کھڑی رہی۔ دیکھئے حضرت زمین پر دو قوتیں اثر کر رہی ہیں۔ ایک تو آفتاب کی قوت کشش اور دوسرے اس کی اپنی قوت تنافر۔ زمین کا فقط آفتاب کی قوت کشش اور دوسرے اس کی اپنی قوت تنافر پر قائم تھی۔ آفتاب خود کس کے سہارے پر لٹکا ہوا ہے۔ یہ تو ہیں آپ کے اعتراضات کے جواب لیکن افسوس تو یہ ہے کہ آپ نے میری تقریر کو نہیں سمجھا نہ ان دلائل کا جواب دیا ہے جو میں نے پیش کئے تھے۔ اور ہمیں اپنے آریہ دوستوں سے ہمیشہ یہ شکایت رہ جاتی ہے۔

اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ ہم مع الخیر اپنی قیام گاہ میں آ پہنچے۔ اور مسلمانوں نے آریوں کے پیچھے آریہ کیمپ تک تالیاں بجائیں۔

خواجہ غلام احمد

آواز کی خوردبین

ڈاکٹر طامس نے مختلف آوازوں کو بلند کرنے کے واسطے آلہ ایجاد کیا ہے۔ جو ایک حلقہ کی صورت میں ہے۔ اس کے اندر کے آلات بجلی لگے ہوئے ہیں۔ جس وقت بیٹری سے اس کا تعلق قائم کر دیا جاتا ہے۔ تو اس میں ہلکا سا ارتعاش پیدا ہوتا ہے اس کے ذریعہ سے نبض ضربات دماغ خفقان اور قلب کی آواز اور کیڑوں کی اصوات بخوبی سنائی دیتی ہیں

(اصلاح)

پانی سے پٹرول کا کام لینا

پانی میں ہیڈروجن کا عنصر جو ایک ہلکی گیس ہے کافی تعداد میں ہوتا ہے۔ اگر پانی تحلیل کر کے یہ گیس جدا کی جا سکے تو کوئلہ یا پٹرول کا کام دے سکتی ہے ڈاکٹر شارل ہنری اس کوشش میں مصروف ہیں اگر اس میں کامیابی ہو گئی تو ایندھن کی بقا کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ کیونکہ تیل کے ختم ہونے کا خطرہ مٹ جائیگا۔ اسٹیم و بجلی گھر گھر ہو جائیگی۔ اور مشین سے تیار ہونے والی اشیا نہایت ارزاں ہو جائینگی۔

(اصلاح)

پانی سے ڈوب کر مرنے والوں کا علاج

پانی سے ڈوب کر مر جانے والے اشخاص کے لئے یورپ میں دوبارہ زندگی پیدا کرنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد ہوا ہے۔ چند روز ہوئے ولیم فیول نامی ایک تیرہ سالہ لڑکا سمندر میں غرق ہو گیا۔ مگر فوراً ہی اسے نکال لیا گیا۔ جب تمام ذرائع اسے زندہ کرنے میں ناکامیاب ہوئے تو اس نئے طریقے سے اس میں نقلی سانس پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور لڑکا زندہ ہو گیا۔

(رر)

چور کی گولی سے بچنے کی ترکیب

امریکہ میں چوروں اور مجرموں نے اپنے فن میں اس قدر مہارت پیدا کر لی ہے کہ پولیس کو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ نئی نئی ترکیبیں سوچنا پڑتی ہیں۔ چنانچہ حال میں ہی وہاں ایک فولادی پردہ تیار ہوا ہے۔ جسکو سامنے رکھ کر پولیس کا سپاہی آگے بڑھتا ہے۔ اس سے یہ مقصد ہے کہ مجرم کے پستول کی گولی اس کو ہلاک نہ کرے۔ اس چادر کے اندر ایسے سوراخ موجود ہیں جن سے وہ آگے دیکھ سکتا ہے۔ اور خود حسب موقعہ پستول چلا سکتا ہے۔

(رر)

مصنوعی لکڑی

امریکہ میں جتنا کاغذ بنتا ہے اتنا دنیا کے کسی ملک میں نہیں بنتا ہے۔ اور چونکہ درختوں کے جنگل کے جنگل اس کام میں خرچ ہو رہے ہیں۔ اس لئے لکڑی کی کمی پورا کرنے کی ضرورت نہایت سختی سے محسوس ہو رہی ہے۔ اب ایک سائنسدان نے ایک خاص قسم کے مصالحہ سے مصنوعی لکڑی ایجاد کی ہے اس مصالحہ کو تصویروں کے فریم بنانے اور لکڑی

کی درزوں کو بند کرنے کا کام میں لایا جاتا ہے۔ اس لکڑی کو بلاسٹک وڈ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ شیشم سے بھی سخت ہوتی ہے اور تیز آگ سے بھی نہیں جلتی اسکو کاٹ کر بعینہٖ قدرتی لکڑی کا سا فرنیچر بنایا جاتا ہے جس پر رنگ و روغن بھی اصلی لکڑی کی مانند ہو جاتا ہے۔

(ر)

انگلستان کا نامہ نگار مقیم لندن رقمطراز ہے کہ مجھے کراچی میں امپیریل ہوائی جہازوں کے مستقر کی تجاویز کے متعلق پہلی سرکاری اطلاع ملی ہے۔ یہ مستقر غالباً دنیا میں موجودہ مستقروں میں سب سے بڑا ہوگا۔ یہ ڈرگ روڈ ریلوے سٹیشن کے مشرق میں ایک میل کے فاصلہ پر اور ہوائی جہازوں کے موجودہ ڈپو سے قریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ہوگا۔ اس کا رقبہ اندازاً ایک ہزار ایکڑ ہوگا بشیڈ ۸۵۰ فٹ لمبا ۷۰ فٹ اونچا اور ۱۸۰ فٹ چوڑا ہوگا مسافروں کو سوار کرنے کے لئے ایک لفٹ بھی ہوگا۔ امید ہے کہ سٹیشنوں کی ۱۹۲۷ء کے شروع تک تکمیل ہو جائیگی۔ (رائٹر)

گذشتہ بدھ وار کو علے الصباح قریباً ۸ بجے خفیہ پولیس کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ رائے بہادر مگر جی مع ایک انسپکٹر کے کانشی ودیا پیٹھ میں آئے۔ آپ نے حاضری کے رجسٹر دیکھنے چاہے جو دکھا دئے گئے۔ اس کے بعد آپ ایک لمبا۔ دبلا اور بیمار سا طالب علم ڈھونڈنے لگے باسدیو نامی ایک طالب علم کی شکل و صورت آپ کے من میں بیٹھ گئی۔ اس سے آپ نے بعض سوالات دریافت کئے۔ حاضری رجسٹر سے کچھ نقل بھی کر لیا۔ بعدہ وہاں سے چلے گئے۔ پھر میلوپورہ کے داروغہ اور چند سپاہیوں کے ساتھ آئے اور پولیس ایکٹ کی دفعہ ۵۴ کے ماتحت محض شبہ پر مسٹر باسدیو کو گرفتار کر کے لے گئے۔

(ر)

کلکتہ ۵ دسمبر آج دکنیشور بم کیس میں وکیل صفائی نے سپیشل مجسٹریٹ کی اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ ایڈووکیٹ جنرل کی رضامندی سے پہلے دن ملزمان کو کاغذات اور پنسلیں مہیا کی گئی تھیں تاکہ صفائی کو ڈاکٹر رابسن پر جرح کرنے کے لئے ملزمان کی طرف سے ہدایات مل سکیں۔ ملزمان یہ کاغذات وکیل صفائی کو دینا چاہتے تھے۔ لیکن انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا۔ اور آخرکار یہ کاغذات جلا دیئے گئے۔ ان حالات میں وکلا کے لئے جرح کرنا مشکل ہو گیا۔ اس کے بعد وکیل صفائی نے ڈاکٹر رابسن چیف انسپکٹر ایکسپلوسز پر جرح کی۔

ڈاکٹر رابسن نے بیان کیا کہ دکنیشور میں جو بم پایا گیا تھا وہ سرکاری بم سے کئی باتوں میں مختلف تھا۔ کوئی سرکاری بم اس خاص طریقہ پر تیار نہیں کیا جاتا۔ اسی سلسلہ میں اہم ترین امر یہ ہے کہ بم ٹیل کی اندرونی سطح کو کسی طرح محفوظ نہیں کیا گیا۔ لیکن سرکاری بم میں اندرونی سطح ڈھانپی ہوئی ہوتی ہے۔

(ر)

روئی پر محصول ایکسائز کے التوا سے انگلستان میں سخت ناراضگی پیدا ہو گئی ہے اور اسے لنکاشائر کی صنعت پر ایک تباہ کن چوٹ خیال کیا جاتا ہے

(عام)

بڑے دن کے لئے تحفے

بن حُور یا مسیح موعود کی داستان اُردو جلد کپڑا جلد پشتہ چمڑا عـ ۳ اور پورا چمڑا اور سنہری نام عـ ۴

مسیحی کا سفر۔ معہ رنگین تصاویر اُردو حصہ اول جلد کپڑا و سنہری نام عـہ

مسیحی کا سفر مکمل اُردو۔ سادہ تصاویر جلد کپڑا عـہ چمڑا و سنہری نام ۱۲؍ ۱۲؍

شہیدان کا مسیح۔ اُردو جلد کپڑا اعـہ چمڑا و سنہری نام ۱۲؍۔

طیطس یا رفیق صلیب اُردو جلد کپڑا و سنہری نام ۱۲؍ رومن اُردو کپڑا ۶؍

مسیح کی پیروی اُردو۔ جلد کپڑا سنہری نام ۱۲؍ رومن اُردو جلد رنگین کپڑا سنہری نام ۱۰؍

جنگ مقدس از جان بنین اُردو جلد کپڑا عـہ

چندر لیلا اُردو کپڑا ۶؍

بائبل کی تصویریں مسیح کا معجزوں و تمثیلوں کے متعلق اور رنگین تصویر اور نیچے آیات اناجیل ۱۲ تصویریں مختلف اُردو عـہ رومن اُردو عـہ گُرمکھی عـہ اور ہندی عـ ۳

چراغ کلام اُردو۔ کپڑا سنہری نام عـ ۳

رومتہ الکبریٰ اُردو کپڑا عـہ رومن کپڑا ۶؍

میزان الحق اُردو عـہ

اثمار شیریں۔ کپڑا ۸؍

المشتہر

سکریٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کریں؟

مسیحی مستورات اور شاعری

اس میں کچھ شک نہیں کہ مولوی نصیرالدین صاحب نصیر کرنالوی کی وفات حسرت آیات نے اعلےٰ درجہ کی مسیحی شاعری کا بدرِ کمال کچھ دھندلا سا کر دیا ہے۔ مگر خدا کے فضل سے ابھی ہماری پنجابی اور یو۔پی کی جماعتوں میں اُردو شاعری کی کمی نہیں۔ ہاں صفائی سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جناب نصیر مرحوم کے مقابلہ کا کوئی مسیحی شاعر اس وقت موجود نہیں ہے تاہم امید رکھنی چاہئے کہ موجودہ شعرا اپنے تجربہ اور مشق میں ترقی اور کمال حاصل کر کے مرحوم کی وفات سے پیدا شدہ کمی کو پورا کرینگے۔ مگر سخت حیرت و شدید استعجاب سے دیکھا جاتا ہے کہ مسیحی مستورات میں کوئی ایسی شاعرہ نہیں جو میدانِ تحریر و صحافت میں نمایاں ہو۔ ہماری اس حیرت میں اس وقت ہزار چند اضافہ ہو جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مسٹر بلاکیر سپرنٹنڈنٹ پولیس کلکتہ کی دختر نیک اختر، اینی بلاکیر متخلص بہ ملک اُردو زبان کی مشہور شاعرہ ہو گذری ہیں۔ منشی محمد الدین صاحب فوق لاہوری اور حضرت ساغر اکبرآبادی آپ کی نسبت لکھتے ہیں:-

اینی بلاکیر متخلص ملک ۱۲۸۱ھ میں جبکو ۶۰ سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ ڈپٹی عبدالغفور صاحب نساخ مصنف "تذکرہ سخن شعرا" سے اصلاح لیتی تھی۔ صاحب سخن شعرا اس انگریز لیڈی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ یہ نازک بدن قوم انگریز سے ہیں۔ موسیقی میں اچھا دخل رکھتی ہیں۔ ستار خوب بجاتی ہیں۔ کلکتہ میں رہتی ہیں اور کبھی کبھی شعر کہتی ہیں اور راقم الحروف کو دکھاتی ہیں۔ آج سے چند سال پیشتر ان کی زندگی سے یہ پتہ چلتا تھا کہ تمام ہندوستان میں اس کے حسن اور اس کے گانے کی تعریف تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے گانے کی فیس ایک ہزار روپیہ روزانہ تھی۔ ہندوستانی زندگی اور طرزِ معاشرت کا اس پر اچھا اثر تھا۔"

(ہند و میا کو نمبر ۱۹۲۵ء)

ہم حیران ہیں کہ قوم کی کس کس کمی کا رونا روئیں۔

سات سمندر پار سے انگریز لیڈیاں آ کر ہندوستانی زبان سیکھتی اور یہاں تک کمال پیدا کر لیتی ہیں کہ اُردو کی مشہور شاعرہ کہلاتی ہیں۔ مگر ہندی مسیحی مستورات میں کہ آج ایک بھی شاعرہ موجود نہیں ہے۔ اور اگر ہو تو کسی کو اس کا علم اس لئے نہیں کہ وہ کسی مسیحی اخبار میں کبھی ظاہر نہیں ہوئی۔ اس سے ہمارا یہ گمان بالکل نہیں کہ ہندی مسیحی عورات شاعری سے بہرہ ور نہیں ہو سکتیں۔ ہو تو سکتی ہیں مگر صاحبیت کی وجہ سے ہماری جماعت میں دیسی زبانوں سے نفرت و لاپروائی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ گیت کی کتاب اور راحت دل کے مطالعہ سے تو ہمیں کئی ایک مسیحی مستورات کی نہایت ہی اعلےٰ اور سنجیدہ شاعری کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر موجودہ نشست میں اس کا ذرہ بھر بھی نشان نہیں ملتا۔ انگریزی زبان میں ہزار ہا خوبیاں ہیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہونا چاہئے کہ انگریز تو ہماری زبان میں کمال درجہ کی مہارت پیدا کر کے شاعر بن جائیں اور ہمیں اس میں کلام کرنے ہی سے نفرت ہو۔ ضرورت ہے کہ مسیحی اُستانیاں ضرور اُردو شاعری سیکھنے کی کوشش اور مشق کریں۔ کیونکہ عورتوں کے حسب حال صرف عورتیں ہی کلام کر سکتی ہیں۔ اس وقت مستورات کے لئے ہمیں کسی اُردو یا پنجابی گیت یا غزل کا پتہ نہیں ملتا۔ نوجوان مسیحی مستورات فوراً اس جانب توجہ کریں تاکہ اُن کی مسیحی سخنگوئی سے ملک کی مستورات کے لئے ایک بہترین لٹریچر کا ذخیرہ مہیا ہو سکے۔ شاعرہ بہنوں کو کسی لائق اُستاد سے تصحیح کرا کر اپنی غزلیات درج اخبار کرانی چاہئیں۔

فحان

نوروز

نامہ نگاران کی خدمت میں التماس کی جاتی ہے کہ نوروز نمبر کے لئے بھی بہت مضامین دفتر نور افشاں میں ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

بچوں کا قومی ہفتہ

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

موسم سرما کے ساتھ جو مختلف تقریبیں وابستہ ہیں ان میں ہفتہ اطفال کی تحریک ہر سال نئی اہمیت حاصل کر رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کا قومی ہفتہ منانے کے موسم گرما کی بجائے موسم سرما نہایت موزوں ہے۔ گذشتہ گرمیوں میں تحریک مذکور کا صدر دفتر خاص طور پر مصروف کار رہا ہے۔ اس نے اپنے سامان وغیرہ کو از سر نو ترتیب دیکر اس میں کئی طرح کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اور دلچسپی کی نئی صورتیں مہیا کی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سال بچوں کا قومی ہفتہ ہندوستان کے اکثر مقامات کے لوگ جہاں ہفتہ اطفال منایا جاتا ہے۔ خاص دلچسپی کے ساتھ اُسے ایک باقاعدہ سالانہ تقریب سمجھ کر اس میں حصہ لیتے ہیں اور اُس کی آمد کے منتظر رہتے ہیں۔ ہفتہ اطفال سے اصل غرض یہ ہے کہ ہندوستانی خواتین کو بچوں کی تربیت اور پرورش کے متعلق دلچسپ اور سبق آموز واقفیت مہیا کی جائے۔ اُن کی ذاتی دلچسپی اور شرکت عمل ہر سال ہفتہ اطفال کی کامیابی اور بچوں کی بہبودی کے لئے نہایت مفید ثابت ہو رہی ہے۔ اس ہفتہ میں تفریح کی شکل میں ایسی تعلیم کے سامان بہم پہنچائے جاتے ہیں جن میں ہر شخص کے لئے دلچسپی کا سامان بھی موجود ہو اور وہ حفظانِ صحت اور بچوں کی پرورش کے متعلق کار آمد نتائج بھی اخذ کر سکے۔ اس اعلےٰ مقصد کی کامیابی اس امر سے عیاں ہے کہ ہندوستان میں جہاں کہیں ہفتہ اطفال منایا جاتا ہے وہاں بہبودی اطفال کی مجالس قائم کی گئی ہیں۔ دائیوں کی تربیت کے لئے مستقل انتظام کیا گیا ہے اور نگرانی صحت کے لئے معائنہ کنندگان مقرر کرتے ہیں۔

آئندہ ہفتہ اطفال بہترین اور وسیع پیمانہ پر منایا جائے

۱۹۲۵-۲۶ء کے موسم سرما میں بچوں کے ہفتے منانے

قومی ہفتہ کا آغاز ہوگا۔ ہز ایکسیلینسی جناب لیڈی ریڈنگ صاحبہ کی جو اس نیک تحریک کی محرک ہیں دلی خواہش ہے کہ اس سال یہ تقریب گذشتہ سالوں سے بہتر اور وسیع پیمانہ پر منائی جائے۔ چونکہ جناب ممدوحہ موسم سرما کے اختتام پر ہندوستان سے تشریف لے جائیگی۔ اس لئے انہیں یہ معلوم کرکے نہایت خوشی ہوگی کہ جس تحریک کو ممدوحہ نے شروع کیا تھا۔ وہ ہندوستان بھر میں نہایت کامیابی سے جاری ہے۔ ہفتہ اطفال کی کمیٹی کا صدر دفتر دہلی میں ہے جہاں سے اس سالانہ تقریب کے متعلق کتابیں اور سامان دستیاب ہو سکتا ہے۔ کمیٹی مذکور کا عملہ مختلف مقامات کی لوکل کمیٹیوں کو ہر طریقہ سے امداد اور مشورہ دینے کے لئے ہر وقت بخوشی تیار ہے۔ جملہ قسم کی واقفیت کے لئے ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

سکرٹری صاحب۔ کمیٹی قومی ہفتہ اطفال (نیشنل بیبی ویک کمیٹی) روم نمبر ۲۰۔ امپیریل سیکرٹیریٹ

دہلی

اشتہار ۳/۳

بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ میرے لڑکے مسمی برکت کی بیوی مسماۃ مارتھا عمر تقریباً ۲۵ سال رنگ سانولا قد میانہ نقش بھاری عرصہ ۵ سال سے گھر سے نکل گئی ہے۔ اور ایک لڑکی چھوڑ گئی ہوئی ہے سننے میں آیا ہے کہ وہ مسلمان ہو گئی ہے۔ اور کسی مسلمان کے گھر میں ہے۔ اگر ناظرین نور افشاں میں سے کوئی پتہ دیوے تو میں مشکور ہونگا۔ نیز مسماۃ مذکورہ اگر واپس آجاوے تو میں اپنے لڑکے کی شادی کا انتظام کردونگا

از طرف بابو ایس ہدایت مسیح۔ قلعہ تخت سنگھ

ضلع گورداسپور کلانور

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوشش کیجئے۔

اشتہار ضروری ۲/۱

ناظرین نور افشاں کی خدمت میں یہ غمزدہ دست بستہ عرض کرتا ہے۔ میرا قوت بازو (چھوٹا بھائی) جس کی عمر تخمیناً ۲۰ یا ۲۲ برس کی ہے۔ رنگ گورا۔ قد لمبا ناک اٹھی ہوئی۔ آنکھیں درمیانی۔ پوشاک اکثر دھوتی اور کوٹ اور صافہ پہنتا ہے۔ لڑائی پر عنقریب تین یا زیادہ سال تک نوکری کی ہے اور اس کی ایک ٹانگ میں ٹخنہ سے اوپر گولی لگی تھی سو قدرے لنگ کرکے چلتا ہے اور بائیں رخسار پر ایک نشان چیچک کا ہے اور اس کا نام جیسپر سی۔ جارڈن ہے۔ جو کہ عرصہ دو سال سے گھر سے غائب ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کا پتہ ملے تو خاکسار کے پاس اس کا پتہ بھیج دیجئیگا میں تا زندگی شکرگذار رہونگا۔ اور خدا باپ آپ کے پشت در پشت کو برکت دیگا۔

میرا پتہ یہ ہے:۔ ڈی۔ سی۔ جارڈن

معرفت زنانہ ہسپتال۔ بیل منڈی

آگرہ

ضرورت ۲/۲

مشن ہسپتال فیروزپور کے لئے ایک میٹرن کی ضرورت ہے۔ جسے مڈوائفری سیکھنے کا بھی موقع دیا جائیگا۔ درخواست کے ساتھ سرٹیفکٹس کی نقل بھی پتہ ذیل پر روانہ کرنا چاہیئے۔

المشتہر

مس ایم۔ ایلین صاحبہ ایم۔ ڈی

فیروزپور چھاؤنی

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے۔

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کردی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس بحساب سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات کے لئے عہ ماہوار فی طالب علم کتابوں اور سٹیشنری کی قیمت اس کے علاوہ ہے۔ بوجہ نئے انتظام چالیس فی صدی غیرمسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جرکشا عہ سے ۱ا تک۔ کروکونل عہ سے عہ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول بذات دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق سوا دو بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوشوضع تالاب اور عبادت کے لئے ایک گرجا گھر۔ جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

ضلع گورداسپور

پادری ٹی ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوا نچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔